JQSS: *(Journal Of Quranic and Social Studies)*
ISSN: (e): 2790-5640 ISSN (p): 2790-5632
Volume: 5, Issue: 3, Sep-December 2025. P: 15-28
Open Access: https://www.jqss.org/index.php/JQSS/article/view/194
DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17780900

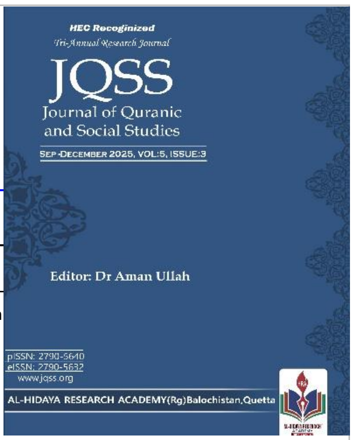

Copyright: © The Aothors *Licensing:* this work is licensed under a creative commons attribution 4.0 international license

مولانا محمد جوناگڑھیؒ کے ترجمہ قرآن کا ایک تحقیقی وتنقیدی جائزہ

A Research-Based and Critical Review of Maulana Muhammad Junagarhi's Translation of the Qur'an.

1. **Dr. Kaleem Ullah**
Kaleem511@gmail.com
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta

How to Cite: Dr. Kaleem Ullah (2025). A Research-Based and Critical Review of Maulana Muhammad Junagarhi's Translation of the Qur'an., *(JQSS) Journal of Quranic and Social Studies*,5(3), 15-28.

Abstract and Indexing

Publisher

HRA (AL-HIDAYA RESEARCH ACADEMY) (Rg)

Balochistan Quetta

Journal of Quranic and Social Studies
Volume:5, Issue:3, Sep-December 2025

مولانا محمد جوناگڑھیؒ کے ترجمہ قرآن کا ایک تحقیقی وتنقیدی جائزہ

A Research-Based and Critical Review of Maulana Muhammad Junagarhi's Translation of the Qur'an.

Journal of Quranic and Social Studies
15-28
© The Author (s) 2025
Volume:5, Issue:3, 2025
DOI:10.5281/zenodo.17780900
www.jqss.org

ISSN: E/ **2790-5640**
ISSN: P/ **2790-5632**

Dr. Kaleem Ullah
Lecturer, Department of Islamic Studies,
University of Balochistan, Quetta

Abstract

This article presents a comprehensive analytical and critical study of Tarjumān al-Qur'ān by Maulana Muhammad Junagadhi, one of the most widely read and influential Urdu translations of the Qur'an. The paper begins with a historical overview of Qur'anic translation efforts in the Indian subcontinent, tracing their development from Shah Waliullah's pioneering Persian translation to the emergence of major Urdu translations by Shah Rafiuddin, Shah Abdul Qadir, Sir Syed Ahmad Khan, Abul Kalam Azad, Abul A'la Maududi, and others. It then introduces Maulana Junagadhi's life, educational background, scholarly contributions, and prolific literary legacy, situating him within the intellectual and reformist milieu of early twentieth-century India. The core of the study is devoted to an in-depth examination of Junagadhi's translation methodology and style, highlighting key features such as his use of simple and fluent Urdu, avoidance of heavy Persian and Arabic constructions, preference for conceptual over literal rendering, and judicious use of parenthetical clarifications to make meanings explicit. Several examples are provided to illustrate his choices in handling complex syntactic structures, verb forms, and theological terms. A critical evaluation follows, identifying certain shortcomings and inconsistencies in Junagadhi's work. These include occasional neglect of grammatical subtleties, misinterpretation of morphological forms, unnecessary departure from literal meanings in well-known terms, and issues of tense consistency and syntactic precision. The paper also undertakes a comparative analysis of selected verses, placing Junagadhi's translation alongside other major Urdu versions to assess its strengths, limitations, and relative reliability. Overall, the study concludes that while Tarjumān al-Qur'ān remains an important milestone in Urdu Qur'anic translation for its accessibility, elegance, and impact, it also exemplifies the challenges inherent in rendering the Qur'an into another language. This research aims to contribute to the broader discourse on Qur'anic translation studies, particularly regarding fidelity to the original text, linguistic clarity, and theological nuance in the South Asian context.

Keywords: Junagadhi Translation, Urdu Qur'an Studies, Translation Methodology, Comparative Analysis, Critical Evaluation
Corresponding Author Email: Kaleem511@gmail.com

تمہید:

جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی جسمانی زندگی کی بقاء، تسلسل اور سہولت کے لئے کائنات میں بے شمار مادی نعمتوں کی ہر لمحہ وہر آن فراوانی رکھی ہوئی ہے، وہیں دوسری طرف انسانوں کی روحانی زندگی اور دنیاوآخرت میں کامیابی کے لئے قرآن کریم کی صورت میں رشد و بھلائی کا منبع اور ہدایت ور ہنمائی کا سر چشمہ بھی عنایت فرمایاہے۔ اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہونے اور فصاحت وبلاغت کے عظیم شاہکار ہونے کے ناطے جہاں ایک طرف اس کی لفظی تلاوت برکت، اجر وثواب، اور رقتِ قلبی حاصل ہونے کا ذریعہ ہے، وہیں دوسری طرف کتابِ ہدایت ہونے کی بناء پر اس کے معانی ومفاہیم، اس کے احکام اور تعلیمات اور اس کے واقعات اور ان واقعات سے حاصل شدہ نصیحتیں اور عبرتیں ہی دراصل اس مقدس کتاب کی روح اور مقصود اصلی ہیں۔

چونکہ قرآن کریم کا مخاطب زمان ومکان کی قید سے آزاد ہر زمانے میں ہر جگہ کا ہر انسان ہے، نیز یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے کہ نہ ہر شخص عربی زبان سمجھ سکتاہے اور نہ ہی اس میں قرآن فہمی کے لئے مطلوب معیاری عبور حاصل کر سکتاہے، اس لئے غیر عربوں کے لئے اس بات کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ کلام الٰہی سمجھنے کے لئے اپنی اپنی زبانوں کا سہارا لیتے ہوئے قرآن کے معنٰی ومفہوم کو اپنی زبان وبیان کے قالب میں ڈھالیں۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر مسلمانوں کے ذریعہ دنیا کی بہت ساری لغات میں قرآن کریم کے ترجمہ کارواج عام ہوا۔

یہ بھی اگرچہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اصل کلام الٰہی میں فصاحت وبلاغت کی جو خوبیاں اور جلال وجمال کی جو جھلکیاں پائی جاتی ہیں، انسانی کلام کے ذریعہ نہ کما حقہ اس کو کسی دوسری زبان منتقل کیا جاسکتاہے اور نہ ہی صحیح معنوں میں کوئی دوسری زبان اس بارِ امانت کو اٹھانے کے لئے مطلوبہ وسعت وہمہ گیری رکھتی ہے۔ (اسی نقطہ نظر کے پیشِ نظر بعض علماء کرام ترجمہ قرآن کو جائز نہیں سمجھتے) لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ غیر عرب کے لئے قرآن فہمی اور قرآن سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے۔ اس لئے قرآن کریم کا ترجمہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ بعض علماء کے نزدیک یہ فرضِ کفایہ بھی ہے، 1 یہی وجہ ہے کہ اسلام کے شروع کے زمانے سے آج تک تواتر کے ساتھ مسلمانوں کا اس پر عمل چلا آرہاہے۔ جسکی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں ۱۴۰ کے لگ بھگ زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ دستیاب ہے۔2

ہندوستان میں بھی دنیا کے دوسرے خطوں کی طرح ترجمہ قرآن کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی، اور اٹھارہویں صدی عیسوی سے تسلسل سے اس کا کام جاری رہاہے۔

زیرِ نظر مقالہ میں پہلے ہم اردو تراجمِ قرآن پر ایک سر سری نظر ڈالی گئی ہے، اس کے بعد زیرِ بحث ترجمہ کے مصنف کے مختصر احوال، ترجمہ کا تعارف، ترجمہ کا اسلوب و منہج، ترجمہ کی خصوصیات، ترجمہ کی خامیاں، اور آخر میں اس کے چیدہ چیدہ مقامات کا دوسرے اہم اردو تراجم کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا گیاہے۔

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر:

ویسے تو ہندوستان میں مقامی زبانوں میں ترجمہ قرآن کی داغ بیل ڈالنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے عظیم علمی شخصیت امام شاہ ولی اللہ دہلوی کو عطاء کی۔ کہ جب انہوں نے حجاز کا سفر کیا اور علماء حرمین سے قرآن وحدیث میں کسبِ فیض کیا، تو واپس ہندوستان آکر انہوں نے اپنی ساری توانائیاں قرآن وحدیث کی خدمت اور ہندوستان میں ان کے نشر واشاعت پر صرف کی۔ جس کا نتیجہ "المسوّٰی"، "المصفّٰی" اور فارسی ترجمہ قرآن کی صورت میں نمودار ہوا۔ یہی فارسی ترجمہ قرآن آگے جاکر ان کے صاحبزادگان کی ترجمانی اور تفسیری خدمات کا پیشِ خیمہ ثابت ہوا۔ کیونکہ اس کے بعد شاہ ولی اللہ کے فرزند ارجمند جناب شاہ رفیع الدین نے (سن 1776ء میں) قرآن کریم کا ایسا تحت اللفظ ترجمہ کیا کہ اس کو دیکھ کر نگاہیں ششدر رہ جائیں۔ قرآن کی عظمت اور جلال کے احساس نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ترجمہ بالکل قرآنی الفاظ کے عین مطابق رکھے اور اس میں ایک لفظ بھی حتی الامکان اپنی طرف سے نہ بڑھے۔ اس لئے ہر لفظ کے نیچے انہوں نے اس کا اردو میں معنٰی لکھ دیا۔

اس کے بعد ان کے بھائی جناب شاہ عبد القادر صاحب نے (سن 1790ء میں) اردو میں اس وقت کے مطابق آسان اور بامحاورہ ترجمہ کیا۔ جس کا پہلا باقاعدہ ایڈیشن ۱۸۲۹ء میں مطبع احمدیہ سے چھپا تھا، اور اس کے بعد آج تک اس کے لاکھوں نسخے شائع ہوچکے ہیں۔ اس لئے اس ترجمہ کو اردو کا سب سے پہلا ترجمہ قرآن کہا جاسکتا

ہے۔ اور اپنی غیر معمولی خصوصیات کی وجہ سے اس ترجمہ کو "الہامی ترجمہ" کہا جاتا ہے۔ اسکی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کمال کے ساتھ اس طرح کا بامحاورہ ترجمہ کر دیا ہے جو حیرت انگیز طور پر قرآنی الفاظ کی ترتیب اور اس کے معنٰی سے قریب تر ہے۔

ان کے علاوہ اردو میں قرآن کریم کے دوسرے مشہور تراجم قرآن کی ایک سرسری سی فہرست ذیل میں درج کی جارہی ہے:

1. فورٹ ولیم کالج کے تحت کیا گیا ترجمہ (1804م) جون گلکرسٹ کی نگرانی میں پانچ رکنی کمیٹی نے ترجمہ کیا۔
2. سرسید احمد خان (1817م-ن1898م) کا ترجمہ، تاریخ اشاعت (1880م) قرآن مجید کے نصف ثانی کا ترجمہ کیا گیا۔
3. غرائب القرآن (1895م) مولوی نذیر احمد دہلوی (1830م-1914م)
4. فتح الحمید (1900م) مولوی فتح محمد جالندھری
5. مولانا عاشق الٰہی میرٹھی (1881م-1941م) کا ترجمہ، تاریخ اشاعت یا تکمیل (1901م)
6. عبد اللہ چکڑالوی کا ترجمہ، تاریخ اشاعت یا تکمیل (1907م)
7. معارف القرآن (1949م) غلام احمد پرویز
8. موضح فرقان ترجمہ شیخ الہند (1918م) شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی (1852م-1920م)
9. کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (1910م) احمد رضا خان بریلوی (1854م-1923م)
10. بیان القرآن، مولانا اشرف علی تھانویؒ
11. ترجمان القرآن (1935م) مولانا ابوالکلام آزاد (1888م-1958م) سورتوں کے مطالب و مضامین پر مشتمل فہرست شامل کی جو کہ ایک نیا طریقہ تھا۔
12. تفہیم القرآن (1949م) ابوالاعلیٰ مودودی (1903م-1979م)
13. ضیاء القرآن (1979م) پیر محمد کرم شاہ الازہری (1998م)
14. احسن البیان، مولانا محمد جوناگڑھی 3

مقالہ ہذا میں ہم مؤخر الذکر ترجمہ کے حوالے سے خصوصی بحث کریں گے۔

مترجم کا تعارف:

نام نسب، ابتدائی حالات اور تعلیم وغیرہ:

مولانا محمد صاحب محدث جوناگڑھی رحمۃ اللہ علیہ صوبہ گجرات میں ضلع کاٹھیاوار کے شہرت یافتہ شہر جوناگڑھ میں 1890ء میں پیدا ہوئے، جو متحدہ ہندوستان میں اسلامی ریاست کے نام سے معروف تھا، آپ کے والد محترم محمد ابراہیم غلہ کی تجارت کرتے تھے، والدہ کا نام "بیوی حواء" تھا آپ کا تعلق میمن خانوادہ سے تھا، جو اس زمانے میں بہت مشہور تھا۔ مولانا جوناگڑھی نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف میں مولانا محمد عبد اللہ صاحب جوناگڑھی سے حاصل کی آپ نے جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو والد محترم نے آپ کی شادی ایک نیک سیرت خاتون موسومہ "امینہ" سے کر دی چونکہ تعلیم و تعلم کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس لئے آپ نے عطر کی تجارت شروع کر دی اور بڑی کامیابی سے اس تجارت میں لگے رہے، جب بیوی امینہ کے بطن سے ایک خوبصورت بچہ پیدا ہو کر لقمۂ اجل بن گیا تو آپ کو شدید صدمہ پہنچا، اس رنج والم کی شب و تار میں صبح امید آنے سے قبل ہی جب دوسرے بچہ کی ولادت کے موقع پر آپ کی شریک حیات امینہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا تو آپ بری طرح ٹوٹ گئے، اس صدمۂ جانکاہ کی وجہ سے طبیعت میں تکدر اور انقباض پیدا ہو گیا، کھوئے کھوئے سے رہتے تھے، جسکی وجہ سے گھر والے انہیں ڈانٹتے تھے۔ گھر والوں کی اس بے جا مداخلت سے تنگ آکر انہوں اپنے والدین کی لاعلمی میں نقل مکانی کا پروگرام بنایا اور سفر پر روانہ ہوئے۔

چونکہ دہلی اس زمانے میں علم و عرفان کا مرکز تھا، اس لئے آپ 1913ء میں 22 سال کی عمر میں اپنے مادر وطن کی محبت و کشش سے خود کو آزاد کر کے بڑے خفیہ طریقہ سے دہلی پہنچے اور "مدرسہ امینیہ" میں داخلہ لے کر یکسوئی کے ساتھ حصول تعلیم میں مشغول ہو گئے، مگر مدرسہ کی مخصوص و محدود فضا سے جلد ہی اکتا

گئے۔ اور مولانا عبد الوہاب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ دار الکتاب والسنہ تشریف لے گئے۔ مولانا موصوف، سید نذیر حسین محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، وہاں آپ نے اپنی خداداد صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔

اس دوران آپ نے دہلی میں شادی بھی کی۔ کچھ عرصہ بعد آپ واپس مادر وطن جوناگڑھ آئے تو یہاں خاندان والوں کے اصرار پر دوسری شادی بھی کرلی، جس سے آپ کی کئی اولاد بھی ہوئی۔

تعلیمی مراحل کے بعد عملی زندگی میں اپنے خیالات کو کارگر بنانے کی نیت سے سب سے پہلے ایک دینی مدرسہ کے قیام کی بابت سوچا اور آخر کار اجمیری گیٹ اہل حدیث مسجد کو مذاکرہ علمیہ کا مرکز اور مثالی تعلیم گاہ قرار دیا اور اس ادارہ کا نام بھی آپ نے مدرسہ محمدیہ رکھا، اس میں دیگر اساتذہ کے ساتھ ساتھ آپ خود بنفس نفیس بیرونی طلبہ کی علمی تشنگی بجھانے کی سعی بلیغ فرماتے۔

آپ کی تصانیف کی خدمات بھی کسی پہلو سے معمولی نہیں ہے، آپ کے تصانیف کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد پہنچتی ہے، ہر کتاب اپنی جگہ پر ایک قیمتی جوہر سے کم درجہ کی نہیں ہے ان کتابوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی مدت حیات میں اکثر کتابیں دسیوں مرتبہ زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی تھیں، آپ کی جملہ تصانیف کا مرکزی موضوع تقلید کی تردید اور فقہاء کرام پر تنقید ہے۔ آپ کی مشہور کتابوں میں تفسیر محمدی، سیرت محمدی، امام محمدی، عقائد محمدی وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اعلام الموقعین، تفسیر ابن کثیر اور متعدد دیگر عربی کتابوں کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ سن ۱۹۴۱ میں اپنے آبائی وطن جوناگڑھ میں آپ کا انتقال ہوا۔4

ترجمہ کا مختصر تعارف اور اسلوب:

یہ ترجمہ اپنے زمانے کے اعتبار سے انتہائی سلیس، شگفتہ اور آسان ہونے کے سبب بڑا مقبول ہوا۔ مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ نے بھی اس ترجمہ پر مولانا کو داد دی تھی۔ یہ ترجمہ انہوں نے پہلے دہلی سے چھپنے والے اپنے اخبار "اخبار محمدی" میں ۱۹۲۸ سے ۱۹۳۳ تک قسط وار چھپوایا، تکمیل کے بعد اسے مکمل کتابی صورت میں "ترجمہ محمدی" کے نام سے چھپوایا۔ آج کل سعودیہ کا شاہی پرنٹنگ پریس مجمع الملک فہد بڑے پیمانے (مولانا یوسف صاحب کی تفسیر "احسن البیان" کے ساتھ) اس کی اشاعت کررہا ہے، اور ہندوستان و پاکستان سے جانے والے اردو دان حجاج کو اس کا ایک نسخہ عطاء کیا جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے یہ ہندوستان و پاکستان میں وسیع پیمانے پر پھیل رہا ہے۔

ترجمہ ہذا کی خصوصیات:

ترجمہ ہذا متعدد خصوصیات کا حامل ہیں۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ چند نمایاں خصوصیات پر نظر ڈالتے ہیں۔

ا۔ آسان اور شگفتہ زبان:

فاضل مترجمؒ نے پوری کوشش کی ہے کہ ترجمہ میں انتہائی آسان اور شگفتہ زبان استعمال کی جائے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں درج کی جارہی ہیں:

(الف){حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ} 5

فاضل مترجم نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آپہنچتی ہے، اسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کرلیتے ہیں۔ اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔6

(ب){أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ}7

ترجمہ: کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلادینا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس کے برابر کردیا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ اللہ کے نزدیک برابر کے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۲۔ فارسی اور عربی ترکیبوں سے اجتناب:

اگر ہم آج سے ۹۰ سال پہلے کی اردو پر ایک نظر ڈالیں تو ہمیں اس میں فارسی اور عربی کی ڈھیر ساری مشکل تراکیب نظر آئیں گی۔ جسکی وجہ سے عام عوام کے لئے اس کا سمجھنا مشکل ہوتا تھا۔ فاضل مترجم نے اس کے برعکس غیر اردو ترکیبوں سے حتی الامکان اجتناب کی کوشش کی ہے۔

۳۔ سلاست وروانی:

فاضل مترجمؒ نے لفظی ترجمہ کے بجائے سلیس اور رواں ترجمہ کیا ہے، جس سے یہ محسوس نہیں ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ ہے، بلکہ بذات خود ایک مستقل کتاب اور تصنیف محسوس ہوتی ہے۔

۴۔ بین القوسین وضاحت:

بعض جگہوں پر جہاں محض لفظی ترجمہ سے قرآنی آیات کا مفہوم ومطلب پوری طرح واضح نہیں ہوتا وہاں فاضل مترجم محض لفظی ترجمہ پر اکتفاء نہیں کرتے ،بلکہ لفظی ترجمہ کے درمیان میں بین القوسین ایسے الفاظ بڑھادیتے ہیں جن سے آیت کا مطلب بالکل واضح طور پر نکھر کر سامنے آتا ہے۔ ذیل میں اسکی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(الف){ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ} [البقرة: 2]

اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں۔ 8

(ب) سورۃ ہود کی آیت: { احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ } 9 کا ترجمہ یوں کیا ہے:

اس کشتی میں ہر قسم کے (جانداروں میں سے) جوڑے (یعنی) دو (ایک نر، اور ایک مادہ) سوار کر لے۔ 10

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ بین القوسین "علیہ السلام" بھی لکھتے ہیں۔ 11

۵۔ لفظی ترجمہ سے ہٹ کر مفہومی ترجمہ کرنا:

فاضل مترجمؒ نے متعدد جگہوں پر قرآن کریم کے الفاظ کے لفظی اور لغوی ترجمہ کو چھوڑ کر مفہومی اور تفسیری ترجمہ کیا ہے۔ جیسے سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۱۶ میں "لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم" میں "یعلم" کا ترجمہ "ممتاز کرنے" سے کیا ہے۔ حالانکہ اس کے لفظی معنیٰ جاننے اور معلوم کرنے کے ہیں۔ اور سورۃ العنکبوت میں ایسے ہی سیاق وسباق میں وارد ایک آیت میں "و لیعلمن اللہ الذین آمنوا" کا ترجمہ: ظاہر کرنے سے کیا ہے۔ 12

اسی طرح سورۃ التوبۃ ہی کی آیت نمبر ۱۹ میں "عمارۃ المسجد الحرام" کا ترجمہ "مسجدِ حرام کی خدمت" سے کیا ہے۔ اگر ہم اس لفظ کے لغوی معنیٰ دیکھیں تو وہ "تعمیر" اور بنانے کے لئے آتا ہے۔

نیز سورۃ بنی اسرائیل میں "والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن" کا ترجمہ یوں کیا ہے: اور اسی طرح وہ درخت بھی جس سے قرآن میں اظہارِ نفرت کیا گیا ہے۔ 13 اگر چہ یہ لفظ "لعنت" سے نکلا ہے، لیکن مترجمؒ نے اس کا ترجمہ "اظہارِ نفرت" سے کیا ہے، جو کہ اس لفظ کا مفہومی ترجمہ ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں جگہ جگہ "وعملوا الصالحات" آیا ہے، جس کے لفظی معنی نیک کام کرنے کے ہیں۔ لیکن فاضلِ مترجمؒ نے اس کا ترجمہ "مطابق سنت کام کرنے" سے کیا ہے۔ سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ے کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے مطابق سنت کام کئے"۔ 14

نیز سورۃ العنکوت کی آیت نمبر ۹ میں {لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ} کا ترجمہ یوں کیا ہے: میں انہیں اپنے نیک بندوں میں شمار کروں گا۔ 15

۶۔ ضمیر کے مرجع کی تعیین:

بعض اوقات ضمیر کے مرجع کی تعیین کے لئے بین القوسین لفظ بڑھا دیتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ضمیر کس کی طرف لوٹ رہی ہے۔ مثلا: {وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ}16 کا ترجمہ انہوں نے یوں کیا ہے: وہ (نوح) کشتی بنانے لگے۔17

اسی طرح سورۃ لقمن کی آیت نمبر ۳۱ میں ہے: {فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ}18 فاضل مترجم نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: پھر جب وہ (باری تعالیٰ) انہیں نجات دیکر خشکی کی طرف پہنچاتا ہے تو کچھ ان میں سے اعتدال پر رہتے ہیں۔

۷۔ مختلف اقوال کے درمیان ترجمہ ہی میں ترجیح:

قرآن کریم کی بعض ایسی آیتیں جن کے معنٰی ومفہوم میں حضرات مفسرین کے اقوال وارد ہوئے ہیں، فاضل مترجمؒ نے ان آیتوں کے ترجمہ میں ان میں سے راجح قول کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً معراج کے بارے میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۶۰ میں ہے: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ}19 اس کا ترجمہ فاضل مترجم نے یوں کیا ہے: جو رؤیا (عینی رویت) ہم نے آپ کو دکھائی تھی وہ لوگوں کے لئے صاف آزمائش ہی تھی۔

اسی طرح قرآن میں سورۃ النور کی آیت نمبر ۶۷ ہے: {مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ} فاضل مترجم نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: اکڑتے، اینٹھتے، افسانہ گوئی کرتے، اسے چھوڑ دیتے تھے۔20، اس میں ترجمہ سے ہی اس بات کی وضاحت کر دی کہ "بہ" کی ضمیر قرآن کی طرف لوٹ رہی ہے۔

ترجمہ ہذا پر ایک تنقیدی نظر:

اگر چہ فاضل مترجم نے اپنی بساط بھر کوشش کی ہے کہ وہ قرآن کریم کے ترجمہ کی ذمہ داری انتہائی احسن طریقے سے تمام مطلوبہ شرائط اور ضوابط کا خیال رکھتے ہوئے نبھائے۔ لیکن اس کے باجود چونکہ یہ ایک بشری کاوش ہے، اور ہر بشری کام کی طرح اس میں بھی کمی کوتاہی رہ جانے کا امکان عقلی طور پر موجود رہتا ہے۔ ذیل میں ہم مثالوں کے ساتھ چند ایسے مقامات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱۔ نحوی ترکیبات کی باریکیوں کا خیال نہ رکھنا

سورۃ الاحزاب میں آیت {وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا (18) أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ}21 میں "اشحۃ" کا لفظ ماقبل جملے میں واو ضمیر سے حال ہے۔ جبکہ فاضل مترجم نے ترجمہ کے دوران اس کا خیال نہیں رکھا ہے، بلکہ اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: اور کبھی کبھی ہی لڑائی میں آجاتے ہیں، تمہاری مدد میں پورے بخیل ہیں۔22 نیز اسی آیت کے آخر میں ایک بار پھر یہی لفظ حال بن کر آیا ہے لیکن فاضل مترجم نے وہاں پر بھی حال کے معنی کی رعایت نہیں کی ہے۔

۲۔ لغت کے اعتبار سے ہونے والی غلطیاں:

جیسا کہ سورۃ النجم کی آیت {وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى}23 کا ترجمہ فاضل مترجمؒ نے یوں کیا ہے: "اور منات تیسرے پچھلے کو" اس ترجمہ میں انہوں نے "اخری" کا ترجمہ پچھلے سے کیا ہے، حالانکہ یہ "آخَر" (خاء کے فتح کے ساتھ) کی مؤنث ہے، جس کا معنٰی ہوتا ہے: دوسرا۔ جبکہ ایسا لگتا ہے کہ فاضل مصنف نے اس کو "آخِر" کی تانیث سمجھ لیا ہے، جو کہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اسکی تانیث "آخرۃ" کے وزن پر آتی ہے۔ لہذا آیت کا یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح ترجمہ وہ ہے جو آسان ترجمہ قرآن میں کیا گیا ہے کہ: اور اس ایک اور تیسرے پر جس کا نام منات ہے۔

اسی طرح کی ایک اور مثال سورۃ النحل کی آیت نمبر ۶۷ ہے جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: {وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ}24 مترجمؒ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: "اور کھجور اور انگور کے درختوں کے پھلوں سے" حالانکہ انگور کے درخت نہیں ہوتے بلکہ بیلیں ہوتی ہیں، نیز اس میں انہوں نے "الاعناب" کو "النخیل" پر عطف کیا ہے، حلانکہ اس کا عطف "ثمرات" پر زیادہ مناسب ہے، جس کے بعد صحیح ترجمہ یوں بنے گا کہ: "اور کھجور کے پھلوں اور انگوروں سے بھی" (جیسا کہ آسان ترجمہ قرآن میں کیا گیا ہے)

۳۔ لازم ومتعدی افعال کے ترجمہ میں فرق نہ کرنا

عربی زبان بلکہ دنیا کی ہر زبان میں افعال دو طرح کے ہوتے ہیں: کچھ افعال ایسے ہوتے ہیں کہ فاعل یعنی کرنے والا کے ساتھ ہی اس فعل کا معنیٰ پورا ہو جاتا ہے، اور ان کے لئے مفعول بہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسے افعال کو اصطلاحی اعتبار سے ''افعالِ لازمہ'' کہا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے کچھ افعال ایسے ہوتے ہیں جو صرف فاعل کے ساتھ پورے نہیں ہوتے، بلکہ ان کے لئے مفعول بہ ذکر کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے افعال کو افعال متعدیہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں یہ ایک انتہائی اہم اصول ہے کہ ان دونوں افعال کے معنیٰ مختلف ہوتے ہیں اور بسا اوقات اس کی وجہ سے مفہومِ کلام پر بھی فرق پڑ جاتا ہے لیکن فاضل مترجم نے متعدد مواقع پر ترجمہ میں اس کا خیال نہیں رکھا ہے۔ مثلا سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۱۰ میں {فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ} 25 ترجمہ: لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آپڑتی ہے تو لوگوں کی ایذاء دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں۔ 26

۴۔ معروف ومجہول کے معنیٰ کا خیال نہ رکھنا:

کچھ افعال ایسے ہوتے ہیں جن کا فاعل اسی جملے میں مذکور ہوتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کام کا کرنے والا کون ہے۔ اس قسم کے افعال کو افعال معروفہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ بعض مرتبہ فعل کا فاعل اس جملے میں مذکور نہیں ہوتا ہے، بلکہ محذوف ہوتا ہے۔ اس قسم کے افعال کو مجہول کہا جاتا ہے۔ فاضل مترجم نے متعدد جگہوں پر ترجمہ میں اس کا خیال نہیں رکھا ہے۔ مثلا سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۱۶ {وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا} کا ترجمہ کیا ہے: اور اس وقت تم بہت کم فائدہ اٹھاؤ گے۔ 27

اس کا ترجمہ فعل لازم کا کیا ہے، حالانکہ قواعد کے اعتبار سے یہ فعل مجہول ہے جس کا ترجمہ یوں بنتا ہے: تمہیں فائدہ نہیں اٹھانے دیا جائے گا۔

۵۔ صیغوں کے ترجمہ میں زمانہ کا خیال نہ رکھنا

عربی زبان میں ہر زمانے پر دلالت کے لئے افعال کا مخصوص وزن آتا ہے۔ انہی اوزان کے پیش نظر اہل علم نے عربی زبان میں زمانوں اور ان پر دلالت کرنے والے افعال کی تین قسمیں بنائی ہیں: ماضی، مضارع، مستقبل۔ ان میں سے ہر فعل کا اپنے زمانہ کے مطابق مخصوص معنی ہوتا ہے۔ فاضل مترجم نے متعدد جگہوں پر اس بدیہی حقیقت کو نظر انداز کر کے ایک زمانے پر دلالت کرنے والے فعل کا ترجمہ کسی دوسرے زمانہ کا کیا ہے۔ مثلا سورۃ العنکبوت ہی کی آیت نمبر ۱۳ (عما کانوا یفترون) کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اور جو کچھ افتراء پردازیاں کر رہے ہیں'' 28 حالانکہ عربی زبان کے طالبِ علم جانتے ہیں کہ فعلِ مضارع کے ساتھ ماضی آنے سے فعل ماضی استمراری بن جاتا ہے۔ اس تفصیل کی رو سے آیت کا صحیح ترجمہ یوں بنتا ہے: کہ جو کچھ افتراء پردازیاں کرتے تھے۔

۶۔ صرفی اعتبار سے کی گئی تسامحات پر ایک نظر:

جیسا کہ واضح ہے کہ ایک مترجم قرآن کے لئے جن بنیادی علوم میں مہارت ضروری ہے ان میں سے ایک علم الصرف بھی ہے۔ اس علم کے ذریعہ عربی صیغوں کی پہچان اور اسکی بناء پر ان صیغوں کے افعال اور زمانوں کی صحیح تعیین حاصل ہو جاتی ہے۔ فاضل مترجم نے متعدد جگہوں میں صرفی قواعدِ سے صرفِ نظر کر کے ایسا ترجمہ کیا ہے جو سراسر غلط یا پھر غلط کے قریب ہو جاتا ہے۔ مثلا سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۲۳ ہے:

{وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِنْ رَحْمَتِي} 29

فاضلِ مترجم نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اسکی ملاقات کو بھلاتے ہیں وہ میری رحمت سے ناامید ہو جائیں۔'' اس آیت میں "یئسوا" کا لفظ ماضی کا صیغہ ہے، جسکے صحیح معنیٰ یہ ہیں: وہ مایوس ہو گئے۔ لیکن فاضل مترجمؒ نے اس کا ترجمہ ماضی کے بجائے امر سے کر دیا ہے۔ یعنی: وہ مایوس ہو جائیں۔ جو کہ بالکل واضح طور پر صرفی قواعد کے خلاف ہے۔

۷۔ بلاضرورت لفظی ترجمہ چھوڑ کر مفہومی ترجمہ اختیار کرنا:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محض لفظی ترجمہ سے نہ کلام کا مفہوم صحیح طور پر واضح ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس طرح کرنے سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے مفہومی ترجمہ کو قبولیت اور استحسان کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ کچھ الفاظ اور اصطلاحات مسلمانوں کے مابین اتنی شہرت

حاصل کر لیتے ہیں کہ ان میں کوئی ابہام یا خفاء کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ وہ اصطلاحات ایسی ہوتی ہیں جو ہر زبان میں یکساں طور پر مشہور و معروف ہو جاتی ہیں اور ایک زبان سے دوسری زبان میں اسکے ترجمہ کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ ایسی موقعوں پر ان اصطلاحات کے حقیقی معنٰی چھوڑ کر ان سے مرادی معنٰی لینے کے صرف ضرورت ہی نہیں ہوتی، بلکہ وہ ایک طرح سے تکلف کے زمرے میں آکر طبیعت پر بوجھل سی محسوس بھی ہونے لگتی ہیں۔ جیسا کہ کفر اور فسق مسلمانوں کے مابین مشہور اور واضح اصطلاحات ہیں، لیکن فاضل مترجمؒ نے ان کے حقیقی معنٰی چھوڑ کر ان کا ایسا مفہومی ترجمہ کیا ہے جو نمایاں طور پر تکلف محسوس ہوتا ہے۔ سورۃ العنکبوت ہی کی آیت نمبر ۲۳ میں "کفروا" کا ترجمہ "بھلانے" سے کیا ہے، اور آیت نمبر ۳۴ میں "بما کانوا یفسقون" کا ترجمہ "بے حکم ہو جانے" سے کیا ہے۔

ترجمہ ہذا کا چند دوسرے اردو تراجم قرآن کے ساتھ تقابلی جائزہ:

اردو زبان میں روزِ اول سے آج تک سینکڑوں تراجم قرآن لکھے جا چکے ہیں اور تواتر و تسلسل کے ساتھ لکھے جا رہے ہیں۔ چونکہ ہر مترجم کا زمانہ الگ ہوتا ہے اور اس کے مخاطبین کی علمی ساخت جدا ہوتی ہے، اسی طرح مترجمین کے مابین علمی مقام و مرتبہ کی حیثیت سے فرق ہوتا ہے، جس کا لازمی نتیجہ ان کے کئے ہوئے تراجم پر پڑتا ہے۔ اس لئے ایک تقابلی مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بات طے ہے کہ کمال صرف اللہ کی صفت ہے اور غلطیوں سے مبرا ہونا اس کے انبیاء کی شان ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے انسانوں سے نہ کمال حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی کمال مطلوب ہے۔ اس لئے نہ کوئی ترجمہ سو فیصد درست ہے اور نہ ہی کوئی ترجمہ ایسا ہے جو غلطیوں سے بالکل صاف ہو۔ اس لئے تقابلی مطالعہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی ترجمہ کے بالکل غلط ہونے کو، یا سو فیصد درست ہونے کو بتلائیں۔ بلکہ اس تقابلی مطالعہ سے ہمیں ایک اندازہ ہو جاتا ہے کہ کونسا ترجمہ درستگی کے زیادہ قریب ہے اور کس ترجمہ پر زیادہ اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں تراجم کے درمیان تقابلی مطالعہ کے لئے ہم صرف دو مثالیں درج کرتے ہیں۔

(الف) {فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ}[30]

تل کے معنٰی زمین پر گرانے اور پچھاڑنے کے بھی ہوتے ہیں، اور اس کے معنی لٹانے کے بھی ہوتے ہیں، لغت میں دونوں طرح کے استعمالات ملتے ہیں 31، یہ بات موقع محل کے اعتبار طے ہونا چاہیے کہ کون سا معنی مقصود ہے، قرآن مجید میں یہ لفظ ایک مقام پر آیا ہے، اور اس کا سیاق یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ انہوں نے خواب دیکھا ہے کہ وہ اسے ذبح کر رہے ہیں، اور بیٹے نے جواب دیا ہے کہ ابو جان آپ کو جو حکم ملا ہے وہ کر گزریئے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ اس کے بعد ذیل کی آیت میں دونوں کی حوالگی کا ذکر کرتے ہوئے ذبح کرنے سے پہلے کا منظر بیان کیا گیا،

{فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ} [الصافات: 103]

یہاں موقع محل خود بتا رہا ہے کہ یہاں بیٹے کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہو رہی ہے، بلکہ وہ تو حوالگی اور سپردگی کی بے مثال تصویر بنا ہوا ہے اس پس منظر کی روشنی میں ایسا ترجمہ مناسب نہیں ہو گا جو اس حوالگی اور خود سپردگی کے مناسب حال نہ ہو۔

مترجمین کے یہاں ہمیں تین طرح کے مختلف ترجمے ملتے ہیں۔

"پس جب مطیع ہوئے حکم الٰہی کے اور پچھاڑا اس کو ماتھے پر" (شاہ رفیع الدین)

"پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل" (شاہ عبد القادر)

"پس جب دونوں نے اپنے تئیں اپنے رب کے حوالے کر دیا، اور ابراہیم نے اس کو پیشانی کے بل پچھاڑ دیا۔ (امین حسن اصلاحی)

"غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور اس نے (باپ نے) اس کو (بیٹے کو) پیشانی کے بل گرا دیا" (محمد جونا گڑھی)

"آخر میں جب ان دونوں نے سر تسلیم خم کر دیا، اور ابراہیم نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا" (سید مودودی)

"غرض دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کر لیا، اور باپ نے بیٹے کو (ذبح کرنے کے لئے) کروٹ پر لٹا لیا" (اشرف علی تھانوی)

"توجب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا" (احمد رضا خان)

ان تینوں طرح کے ترجموں میں گرانے اور پچھاڑنے کا ترجمہ مناسب نہیں ہے، لٹانے اور ڈالنے کا ترجمہ زیادہ مناسب ہے۔

(ب) خیر الرازقین کا ترجمہ:

قرآن مجید میں خیر الرازقین کئی جگہ آیا ہے، عربی زبان میں خیر کبھی تفضیل کے لئے ہوتا ہے اور کبھی مبالغہ کے لئے۔ اردو میں جب ہم سب سے زیادہ اور سب سے بہتر کہتے ہیں تو صرف تفضیل مراد ہوتی ہے، اور جب بہترین کہتے ہیں تو تفضیل بھی مراد ہو سکتی ہے اور مبالغہ بھی مقصود ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے جہاں کلام کا موقع و محل تقاضا کرے کہ تفضیل کے بجائے مبالغہ کا مفہوم لیا جائے وہاں "سب سے بہتر" کے بجائے "بہترین" کہنا مناسب ہوتا ہے، خیر الرازقین کے ترجمہ میں اس کا لحاظ ہونا چاہئے، کیونکہ رازق تو صرف اللہ ہے، اس کے سوا کوئی رازق نہیں ہے، اس لئے خیر الرازقین کا ترجمہ بہترین رازق کرنا چاہئے نہ کہ سب سے بہتر رازق۔

مترجمین کے یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ "بہترین" اور "سب سے بہتر" کے درمیاں فرق ملحوظ نہیں رکھتے ہیں اور ایک ہی مترجم کہیں سب سے بہتر کا ترجمہ کرتا ہے تو کہیں بہترین کا ترجمہ کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیتوں کے ترجموں کا اس پہلو سے جائزہ لیا جا سکتا ہے

{وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ}32

"اور تو ہم کو رزق عطا فرما دے اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے" (محمد جونا گڑھی)

"اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے" (احمد رضا خان)

"اور عطا فرما اور تو بہتریں عطا فرمانے والا ہے" (امین احسن اصلاحی)

"اور ہم کو رزق دے اور تو بہترین رازق ہے" (سید مودودی)

{وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ} [الحج: 58]

"اور بے شک اللہ روزی دینے والوں میں سب بہتر ہے" (محمد جونا گڑھی)

"بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے" (احمد رضا خان)

"اور بے اللہ ہی ہے جو بہترین رزق دینے والا ہے" (امین احسن اصلاحی، اس میں مزید اصلاح کر کے مناسب ترجمہ یوں ہوگا "اور بے شک اللہ بہترین رزق دینے والا ہی ہے")

"اور بے شک اللہ ہی بہترین رازق ہے" (سید مودودی، البتہ "ہی" کو "بہترین رازق" کے بعد آنا چاہئے)

(3) {وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ}33

"اور سب سے بہترین روزی رساں ہے" (محمد جونا گڑھی)

"اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا" (احمد رضا خان)

"اور وہ بہترین روزی بخشنے والا ہے" (امین احسن اصلاحی)

"اور وہ بہترین رازق ہے"(سید مودودی)

(4)واللہ خیر الرازقین (الجمعہ :11)

"اور اللہ تعالیٰ بہترین روزی رساں ہے"(محمد جوناگڑھی)

"اور اللہ کا رزق سب سے اچھا"(احمد رضاخان)

"اور اللہ بہترین روزی دینے والا ہے"(امین احسن اصلاحی)

"اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"(سید مودودی)34

خلاصہ کلام یہ کہ اس لفظ کے ترجمہ میں مترجمین کرام نے سابقہ تفضیل کے مطابق اسم تفضیل کے مبالغہ کے لئے استعمال ہونے کے معنیٰ کو ملحوظ نہیں رکھا ہے، جسکی وجہ سے مختلف مفسرین نے مختلف طرح سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ بہر حال "بہترین" کے ساتھ اس کا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔

خلاصہ کلام:

ما قبل میں تفصیلی کلام سے واضح ہوا کہ اگرچہ مولانا محمد جوناگڑھی کا ترجمہ قرآن اس زمانے کے اعتبار سے سلیس اور آسان ہونے کے ساتھ متعدد دوسری خوبیوں کا بھی حامل ہے، لیکن ہر بشری کاوش کی طرح اس ترجمہ قرآن میں بھی بعض قابل اصلاح امور رہ گئے ہیں۔ ترجمہ میں عربیت کے قواعد صرف ونحو اور لغت کو پوری طرح ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے، جسکی وجہ سے معنیٰ میں بعض جگہوں میں خلل پیدا ہوگیا ہے۔ نیز بعض دیگر تفاسیر کے ساتھ تقابلی جائزے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان آیات میں زیر بحث ترجمے میں زبان اور قواعدِ زبان کا کما حقہ خیال نہیں رکھا گیا ہے۔

حوالہ جات

---

1 د. محمد حمادي الفقير التمسماني، تاريخ حركة ترجمة معاني القرآن الكريم من قبل المستشرقين ودوافعها وخطرها، نقلا عن "قضايا ترجمة القرآن "للدكتور عبد النبي ذاكر (ص:49-50)

2 ڈاکٹر حمید اللہ، الندوة العالمية حول ترجمة معاني القرآن الكريم، الناشر: جمعية الدعوة الإسلامية العالمية، ص:52

3 اردو میں قرآن کریم کے ترجمے کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

شطاری، ڈاکٹر سید حمید احمد، قرآن کریم کے اردو تراجم و تفاسیر کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۱۴ تک، نظامس اردو ٹرسٹ، حیدر آباد ۱۹۲۹، ص ۱۳۶۔

ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین، قرآن حکیم کے اردو تراجم (تاریخ۔ تعارف۔ تبصرہ۔ تقابلی جائزہ، 69-75

4 ان کی زندگی کے مذکورہ بالا حالات اختصار کے ساتھ ڈاکٹر محمد مجیب الرحمن بنگلہ دیشی کی کتاب "مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ حیات وخدمات" سے لیئے گئے ہیں۔

ناشر ادارة البحوث الاسلامیۃ جامعہ السلفیۃ بنارس، سن اشاعت: ۱۹۹۵۔

5 [الأنعام:61]

6 جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص: ۳۶۲

7 [التوبة:19]

8 جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص: ۷

9[ھود:40]

10جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص611

11جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص405

12جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص:1103

13جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص:783

14جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص:1101

15جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص:1102

16[ھود:38]

17جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص:611

18[لقمان:32]

19[الإسراء:60]

20جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص:952

21[الأحزاب:18،19]

22جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص1171

23[النجم:20]

24[النحل:67]

25[العنکبوت:10]

26جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص1102

27جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص1170

28جوناگڑھی، مولانا محمد، قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد پرنٹنگ پریس، ص1104

29[العنکبوت:23]

30[الصافات:103]

31الإفريقي، محمد بن مكرم، لسان العرب، لناشر: دار صادر - بيروت، الطبعة: الثالثة - 1414ھ-(11/77)

32[الحج:58]

33[المؤمنون:72]

34ان دو مثالوں کی تیاری میں ڈاکٹر محیی الدین غازی رحمہ اللہ کے سلسلہ مضامین "اردو تراجم قرآن پر ایک نظر" سے استفادہ کیا گیا ہے۔ شائع شدہ مجلہ الشریعۃ، گوجرانوالہ، اکتوبر سن 2015۔

References in Roman

1. *D. Muḥammad Ḥammādī al-Faqīr al-Tamsamānī, Tārīkh Ḥarakat Tarjamat Maʿānī al-Qur'ān al-Karīm min qibal al-Mustashriqīn wa-Dawāfiʿuhā wa-Khaṭaruhā, naqlan ʿan Qaḍāyā Tarjamat al-Qur'ān li-Duktūr ʿAbd al-Nabī Dhākir (ṣ. 49–50).*
2. *Duktūr Ḥamīdullāh, al-Nadwah al-ʿĀlamiyyah ḥawl Tarjamat Maʿānī al-Qur'ān al-Karīm, al-Nāshir: Jamʿiyyat al-Daʿwah al-Islāmiyyah al-ʿĀlamiyyah, ṣ. 52.*
3. *Urdū meṅ Qur'ān Karīm ke tarjumay kī tafṣīlāt ke liye mulāḥiẓah farmāʾīye:*
- *Shaṭṭārī, Duktūr Sayyid Ḥamīd Aḥmad, Qur'ān Karīm ke Urdū Tarājim wa-Tafāsīr kā Tanqīdī Muṭālaʿah 1914 tak, Niẓām's Urdū Trust, Ḥaydarābād 1929, ṣ. 136.*
- *Duktūr Ṣāliḥah ʿAbd al-Ḥakīm Sharaf al-Dīn, Qur'ān Ḥakīm ke Urdū Tarājim (Tārīkh, Taʿāruf, Tabsirah, Taqābulī Jāʾizah), ṣ. 69–75.*
4. *In kī ẓindagī ke mazkūrah bālā ḥālāt ikhtiṣār ke sāth Duktūr Muḥammad Mujīb al-Raḥmān Banglādeshī kī kitāb Mawlānā Muḥammad Junāgaṛhī raḥimahu Allāh Ḥayāt wa-Khidmāt se liye gaʾe haiṅ. Nāshir: Idārat al-Buḥūth al-Islāmiyyah, Jāmiʿah al-Salafiyyah, Banāras, san-i ishāʿat: 1995.*
5. *[al-Anʿām: 61]*
6. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 362.*
7. *[al-Tawbah: 19]*
8. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 7.*
9. *[Hūd: 40]*
10. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 611.*
11. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 405.*
12. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 1103.*
13. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 783.*
14. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 1101.*
15. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 1102.*
16. *[Hūd: 38]*
17. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 611.*
18. *[Luqmān: 32]*
19. *[al-Isrāʾ: 60]*
20. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 952.*
21. *[al-Aḥzāb: 18–19]*
22. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 1171.*
23. *[al-Najm: 20]*
24. *[al-Naḥl: 67]*
25. *[al-ʿAnkabūt: 10]*

26. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 1102.*
27. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 1170.*
28. *Junāgaṛhī, Mawlānā Muḥammad, Qur'ān Karīm maʿa Urdū Tarjumah wa-Tafsīr, Shāh Fahd Printing Press, ṣ. 1104.*
29. *[al-ʿAnkabūt: 23]*
30. *[al-Ṣāffāt: 103]*
31. *al-Ifriqī, Muḥammad ibn Mukarram, Lisān al-ʿArab, al-Nāshir: Dār Ṣādir – Bayrūt, al-Ṭabʿah al-Thālithah, 1414 H, (11/77).*
32. *[al-Ḥajj: 58]*
33. *[al-Muʾminūn: 72]*
34. *In do misālōn kī tayyārī meṅ Duktūr Muḥyī al-Dīn Ghāzī raḥimahu Allāh ke silsilah maqālāt "Urdū Tarājim al-Qur'ān ṗar aik naẓar" se istifādah kiyā gayā hai. Shāʾiʿah: Majallah al-Sharīʿah, Gujrānwālah, Uktūbar san 2015.*